سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اسلام میں والدین کا مقام اور حقوق

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا وان جاھداک لتشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما الی مرجعکم فأنبئکم بما کنتم تعملون (سورۃ عنکبوت)

ترجمہ: ” اور ہم نے انسان کو تاکید کی کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اگر تم کو مجبور کریں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جس کا تم کو علم نہ ہو تو تم اس کا کہنا نہ مانو۔ (ایک وقت) تم سب کو میرے پاس واپس لوٹ کر آنا ہے اور تم سب کو تمہارے اعمال سے آگاہ کروں گا۔“ وعن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ ؐ کل الذنوب یغفر اللہ منھا ماشاء اللہ الا حقوق الوالدین فانہ یعجل بہ فی الحیوۃ قبل الممات۔ (بیھقی) ترجمہ: ” حضرت ابوبکرہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (شرک کے علاوہ) اللہ چاہے تو تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کے گناہ کو نہیں بخشتا بلکہ رب العزت ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو (اس جرم) کی سزا زندگی ہی میں دینا شروع کر دیتا ہے۔“

والدین کے حقوق کی فوقیت: محترم حاضرین! اسلام میں جہاں رب کائنات کی وحدانیت کے عقیدہ ایمانیات اطاعت ربانی اور اطاعت رسول ﷺ پر عمل کرنے کا بار بار زور دیا جارہا ہے اس کے فوراً بعد والدین کے حقوق و واجبات کو بیان کیا جارہا ہے۔ قرآن وحدیث صحابہؓ ' اولیاء و صلحا کے زرین اقوال و آیات ان دونوں کیساتھ حسن سلوک کے تلقین کرنے سے بھرے پڑے ہیں۔ وجہ یہ کہ ہمارا حقیقی خالق و مالک اور مربی تو رب العزت ہے مگر مخلوقات میں ان دونوں کو انسانی تخلیق میں ظاہری و اسباب کے درجہ میں جو فوقیت حاصل ہے وہ مخلوقات میں اور کسی کو حاصل نہیں۔

خاندانی نظام میں والدین کی اہمیت: خاندانی نظام کی اہمیت اور عظمت و شرافت کی عمارت کا جو بہترین او رعظیم الشان ڈھانچہ اسلامی معاشرہ میں قائم ہے وہ انہی دونوں کے طفیل قائم و دائم اور علت مادی کی حد تک انہی کی مرہون منت ہے۔ بحمد للہ آپ سب تعلیم یافتہ اور آگاہ ہیں کہ دنیا میں جہاں جہاں اس مقدس رشتہ کو پامال کر کے اس کی عزت و حرمت کو تار تار کیا گیا وہ معاشرہ صرف زبانی وکلامی تو اپنے آپ کو مہذب سوسائٹی کہلا سکتی ہے مگر درحقیت ان کا

رہن سہن چوپایوں اور علم وشعور سے عاری قوموں سے بھی بدتر ہے۔

مغرب میں والدین کے حقوق غارت کردیئے گئے ہیں: عالم کفر کا موجودہ بھیانک معاشرہ حقوق کی ادائیگی کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر مسلم دنیا اور اسلام کو حقوق وفرائض کی عدم ادائیگی کے ذمہ دار قرار دے کر اپنی تہذیب یافتہ ہونے کے بلند وبالا فرضی اور جھوٹ پر مبنی دعوے تو زور وشور سے کر رہے ہیں جبکہ حقیقی صورتحال ان کی یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی پیدائش کے جو ظاہری اسباب وعلل یعنی والدین (ان کا بھی اگر تعین ہو سکے) کو ضعیفی، بڑھاپے، بیماری اور فقر وفاقہ میں تن تنہا چھوڑ کر ان سے فرار کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اس مقدس ترین رشتہ کے ساتھ انکے ناروا سلوک سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان نام نہاد حقوق کے علمبرداروں کے منشور اور معاشرہ میں والدین کے حقوق کا تصور بھی نہیں۔ اسباب کے درجہ میں وہ دو ہستیاں جن کی شرکت سے یہ عدم سے وجود میں آئے ایک ہی ملک، علاقہ میں ان کا کوئی پرسان حال نہیں، انہیں کے نطفہ سے پیدا ہو کر اس عالم تکوین میں آنے والے بچے آرام وآسائش اور عیاشی میں منہمک ہو کر اپنے ماں باپ کو اکیلے کسی فلیٹ میں چھوڑ کر اپنے لئے دوسرا ٹھکانہ تلاش کر لیتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے مادر پدر آزادی میں والدین کے وجود کو مخل سمجھ کر ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کو اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں۔

ایک رہائش گاہ سے گلی سڑی دو لاشیں: ابھی چند دن پہلے آپ حضرات نے بھی اخبارات میں ایک خبر پڑھی ہوگی کہ یورپ کے اپنے آپ کو تمام دنیا میں سب سے بڑے مہذب ترین ملک کہلوانے والے ملک کے سب سے بڑے شہر کے ایک علاقے میں رہنے والوں کو ایک رہائش گاہ سے مسلسل بدبو محسوس ہونے لگی۔ پولیس کی اطلاع پر جب مذکورہ اقامت گاہ کے دروازے توڑے گئے تو ایک کمرہ میں معمر جوڑے کی لاشیں گل سڑ کر بدترین مسخ شدہ شکل میں موجود پائی گئیں۔ یہ اندازہ کرنا بھی مشکل تھا کہ بھوک وافلاس اور بیماری وضعف کی وجہ سے ان کی موت کب وقوع پذیر ہوئی۔ یہ انسان اور انسانیت کے احترام کے نام ونہاد پرچار کرنے والوں کے تصویر کا صرف ایک رخ و ایک مثال بطور نمونہ عرض کر دیا۔ ورنہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں واقعات ایسے بدحال ماں باپ کے موجود ہیں کہ بے بسی اور لاچاری میں مبتلا یہ لوگ گمنامی اور بدحالی میں اس دنیا کو خیر آباد کہہ کر اپنے آخری ٹھکانہ کو پہونچ جاتے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں ایک مرد اور عورت کے نطفہ سے پیدا ہونے والے صرف نام ہی کے بچے اپنے ان دونوں مجازی پیدا کرنے والوں کی زندگی اور عمر بڑھنے سے اس قدر پریشان ہوتے ہیں کہ ان کی اہم خواہش یہ ہوتی ہے کہ کب اس دنیا سے فارغ ہوں گے کہ ان کے نام الاٹ شدہ مکان، مال ودولت ان کو مل کر ان کی عیش وعشرت کی زندگی میں مزید اضافہ ہو، کیونکہ انکے ہاں تو عالم برزخ کے فلاح ونجات اور آخرت کے اجر وثواب کا تصور نہیں بس جو کچھ مل سکے اور کرنا ہے اسی دنیا میں کرنے کے آرزومند ہوتے ہیں۔

مغرب میں لاوارثوں کے ٹھکانے: آج جس تہذیب، تمدن اور ترقی یافتہ ممالک کے صرف زبانی کلامی حسن اخلاق کے گن گائے جا رہے ہیں ان کے ہاں والدین کے ساتھ یہ سلوک بھی کیا جاتا ہے کہ ان ممالک میں

بوڑھوں اور کمائی کے ناقابل ہونے والوں کے لئے اولڈ ایج ہاسٹل یا اس قسم اور ناموں کے مکانات مختص کئے گئے ہیں جن کو ہماری اصطلاح میں مسافر خانہ یا لاوارثوں کا ٹھکانہ کہنا ہی مناسب ہے۔ اولاد اپنے ان معمر ماں باپ کو اپنے غیر اخلاقی اور جنگلی تہذیب کی راہوں میں رکاوٹ سمجھ کر خود ہی دیکھ بھال اور خدمت کے لئے محتاج گھروں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ جہاں یہ بیچارے ماں باپ زندگی کے آخری لمحے سسک سسک کر گزارنے پر مجبور ہو کر اپنے اولاد کی شکلیں تک دیکھنے کیلئے ترستے ہیں۔ گنتی کے چند والدین ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انکے رہن سہن روزمرہ کے اخراجات کا خرچہ کبھی کبھار خود آکر یا بذریعہ ڈاک و بینک ان اداروں کو انکے لاڈلے بچے ادا کر دیتے ہیں۔ ورنہ زیادہ تر یہی عمر رسیدہ افراد ان محتاج گھروں میں خیراتی یا فلاحی اداروں کے چندوں سے عمروں کے بقیہ معیاد کو پورا کرنا اپنا مقدر سمجھتے ہیں۔

<u>ویک اینڈ یا قومی تہوار پر والدین کی ملاقات:</u> ویک اینڈ یعنی ہفتہ اتوار یا چھٹیوں اور تہوار کے موقع خوش قسمتی سے اگر چند بچوں کو موقع مل سکا تو پھولوں کا گلدستہ ہاتھ میں لے کر اپنے ان محسنوں کے احسانات کا بدلہ چکانے کے لئے ان جیل نما مکانات میں ملاقات کیلئے اپنی آمد کو اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ اگر چہ ایسے لوگ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اکثر سپرد کنندگان اولاد کو اپنے ان مجازی خالقوں کی دنیا سے رخصت ہونے کے کئی سال گزرنے کے بعد بھی اطلاع نہیں ہوتی جیسے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں یورپ و مغربی تہذیب کے زیر اثر معاشرہ میں ان رشتوں کی کوئی عظمت و تقدس ہی نہیں نہ عبادات کا تصور کہ مرنے والے پر جنازہ یا آخری رسومات کی ادائیگی بھی کرنی ہے۔

<u>اولڈ ہوم یا عقوبت خانوں کی زندگی:</u> ان عقوبت خانوں میں رہنے والوں کے چہروں پر غم و افسردگی کے آثار دیکھ کر عقل سلیم اور شفقت پدری کا احساس وادارک کرنے والوں کو ان کی حالت زار پر بے پناہ افسوس ہوتا ہے۔

<u>ستر سالہ بچے ایک نرس کی تربیت میں:</u> دو سال قبل بعض دوستوں کے اصرار پر ان کیساتھ یورپی یونین کے ممالک کے چند ممالک جانے کا اتفاق ہوا۔ فرانس بھی گئے۔ اقامت پیرس میں رہی۔ ہمارے میزبان محترم دوست و مہربان جناب حاجی جابر حسن کے ایک دوست جن کا تعلق کشمیر کے علاقے سے تھا' کے دعوت پر ایک روز پیرس شہر سے ستر اسی میل دور رواں نامی شہر جانا ہوا۔ ظہرانے کے بعد وہاں کے میزبان نے شہر کے قریب ایک چوٹی نما پہاڑی پر چڑھ کر اوپر سے شہر اور گردونواح کے مناظر دیکھنے کی پیشکش کی گاڑیوں میں بیٹھ کر سرسبز و شاداب بلند و بالا پہاڑ پر پہونچ کر شہر کا نظارہ کر رہے تھے کہ اس دوران ایک غیر ملکی بس جو سواریوں سے بھری تھی۔ اوپر آکر ہمارے قریب رک گئی۔ بس کا دروازہ کھلنے پر اس سے ستر سال سے اوپر کے معمر افراد ہاتھوں میں لاٹھی لے کر اس کے سہارے اترنے لگے۔ دروازے پر سب سے پہلے ایک نرس نما عورت برآمد ہو کر ہر ایک کو باری باری اترنے کا کہتی رہی۔ سکول میں جس طرح استاذ بچوں کو ایک لائن میں ترتیب سے چلنے کی ہدایت دے کر کہیں جانے کا کہتے ہیں۔ اسی انداز سے ان بڑھاپے میں مبتلا مرد و زن ایک ہاتھ میں لاٹھی اور دوسرے میں ایک ایک برگر پکڑوا کر شہر کی سیر کرنے کیلئے فرانس کے کسی قریبی ملک سے لایا گیا تھا' شہر کے مناظر دیکھنے کی بجائے ہم بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسا انکو

کسی بند اور گھٹن والی جگہ سے نکال کر اتوار کا دن آزاد فضا میں گزارنے کیلئے کچھ لمحات مہیا کرنے کیلئے یہاں لایا گیا تھا

یورپ کے خاندانی نظام کی تباہی: محترم جابر حسن کا ان کے منتظم سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ بے چارے ترقی کے دلدادہ اور جدید تہذیب وتمدن کے علمبردار اولاد کے والدین ہیں جن کے بچوں نے ان کو اپنے پاس رکھنے سے معذرة کرکے ان کو فرانس کے قریبی ملک کے مختلف اولڈ ایج سنٹروں میں اپنے ہاتھوں سے حوالہ کردیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے والدین کے اس عمر کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اپنے جگر گوشے لمحہ لمحہ ان کو آرام وسکون پہونچانے کیلئے دن رات ایک کردیں۔ مگر یہاں ان کی حالت یہ تھی کہ ان عمر رسیدہ افراد کے چہروں پر افسردگی' غم اپنے اولاد سے ناراضگی اور مایوسی کے آثار واضح طور پر نمایاں تھے اور اس وقتی سیر وتفریح وحسین مناظر دیکھنے سے بھی ان کے اندرونی اضطراب و کرب میں کچھ کمی نہیں آرہی تھی' ان میں سے ہر ایک عجیب وغریب جھنجلاہٹ میں مبتلا تھا' چلنا پھرنا بھی ایسا کہ جیسے کسی کو بزور لاکر چلنے پھرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ ہم سارے ساتھی یورپ کے خاندانی نظام کی تباہی' گھریلو زندگی او رمعاشرتی بربادی خصوصاً بوڑھے والدین کے انتہائی بے چارگی اور کسمپرسی کی حالت پر افسوس کا اظہار کرتے رہے اور اس کے ساتھ اسلام کے دین فطرت اور انسانیت کا مذہب ہونے کی وجہ سے مخلوق میں والدین کی خدمت او راطاعت کو جو فوقیت اور بڑھاپے میں خدمت پر جو اجر وصلہ دیا جائے گا اس کے ذکر میں مصروف ہوگئے۔

اولڈ ہوم کا اسیر: صوبہ سرحد ہی کے ایک گاؤں کے ایک صاحب جو ہمارے شناسا تھے۔ یورپ کی ظاہری حسن و جمال و مال کی فراوانی سے متاثر ہوکر موجودہ دور کے ترقی یافتہ ملک میں شہریت حاصل کرلی' کبھی کبھار اپنے ملک پاکستان آنے پر ملاقات کیلئے اکوڑہ خٹک آجاتے' ملنے پر سکونت پذیر ملک کے تہذیب وتمدن 'لوگوں کا آپس میں میل جول' حسن اخلاق ومروت کے قصائد بیان کرتے تھکتے نہ تھے' جانے سے کچھ عرصہ پہلے ایک شادی یہاں رشتہ داروں کے ہاں سے کی تھی۔ مادر پدر آزادی کے دلفریب فضاء میں رہ کر کئی شادیاں رچانا شروع کردیا۔ دو چار سال ایک بیوی کے ساتھ گزارے' دو بچے پیدا ہونے کے بعد طلاق دے کر نئی بیوی گھر لے آتا۔ یہ سلسلہ جوانی میں جاری رکھا۔ پیدا ہونے والے بچے بلوغ سے پہلے ہی آزادی کی دلدل میں پھنس کر ماں باپ کو الوداع کہہ جاتے۔ ایک طویل عرصہ اس کا رابطہ ہمارے ساتھ کٹا رہا' قریباً چار سال قبل عشاء کے بعد اس کا فون آیا۔ مدت کافی گزری تھی اس لئے شناسائی ناممکن تھی' تعارف کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہی ہمارے صوبہ سرحد کے صاحب ہیں' جو جوانی کا بہترین عرصہ آزاد فضاؤں میں گزارنے کے بعد اب بڑھاپے کی دہلیز پر داخل ہوچکا ہے۔ فون ہی پر اپنے ساتھ ہونے والے سلوک' اور کمائی سے معذوری والے زمانے کے کٹھن مراحل کی لمبی چوڑی داستان شروع کردی کہ کئی بچوں کے باوجود میں ''اولڈ ہاؤس'' کا اسیر ہوں۔ بچوں نے خود میری پرورش سے معذوری کا اظہار کرکے اولڈ ہاؤسز کے منتظمین کے حوالہ کردیا۔ اس دوران غسل خانے میں پھسل جانے کی وجہ سے ایک پاؤں کی ہڈی بھی ٹوٹ چکی ہے۔ کسی سہارے کے بغیر چلنے پھرنے سے معذوری ہوں' ایک غیر مسلم نرس خدمت پر مامور ہے' وہی نرس ویل چیئر پر غسل خانہ لیکر مجھے ننگا

کر کے نہلانے دہلانے کے فرائض سرانجام دیتی ہے۔ پٹھان معاشرے سے رشتہ ہونے کے باعث بقول اس کے یہ مرحلہ اس کیلئے انتہائی بے عزتی اور اذیت کا ہوتا ہے بڑھاپے کا یہ عرصہ اس بات کا تقاضا کر رہا تھا کہ اپنے بچے ہی یہ تمام خدمات ادا کر کے خدمت شعاری کا ثبوت دیتے۔

مدر ڈے کی رسم: مگر وہاں تو بیوی بچوں پر رنگ ہی غیر اسلامی غالب آ کر اپنے مذہبی روایات اور ماں باپ کے حقوق کو فرسودہ و نا قابل عمل تصور کر کے اس عظیم کار خیر یعنی والدین کی خدمت کو تضیع اوقات سے تعبیر کرتے تھے۔ ہر سال کے ایک خاص مہینے کے مقرر کردہ دن غالباً مئی کے دوسرے اتوار کو "مدر ڈے" کے موقع اور کرسمس کے تہوار پر بیٹے یا بیٹی کو ماں یا باپ کی شکل دیکھنی نصیب ہوتی ہے۔

نماز جنازہ اور اولاد کے ہاتھوں تدفین: اسی سال کے ایک دن بھی اولاد کی زیارت سے محروم ہوں، یاس اور ناامیدی کے بھرپور لہجے میں کہنے لگا، مولانا میرے لئے دعا کریں کہ مجھے موت آ کر شدید کرب اور ذہنی صدموں کی حالت سے نجات مل سکے۔ فون پر گفتگو کے سال ڈیڑھ سال بعد مذکورہ صاحب کے پاکستان میں آبائی گاؤں سے گزرنا پڑا۔ یاد آ کر ایک دوست سے اس کے بارہ میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کافی دن ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ جنازہ تو دور کی بات ہے معلوم نہیں کے اس کے جگر کے ٹکڑے بچے اور بچیاں اس کے کفن و دفن کی رسوم میں بھی شریک تھے یا غیروں کے ہاتھوں اس کی تدفین کا مرحلہ طے ہوا۔

اسلام کے خاندانی نظام کی برکتیں: یہ دو تین واقعات اس بظاہر خوشنما معاشرے کے خاندانی نظام اور گھریلو زندگی کے ہیں۔ جو حقوق کی ادائیگی کی چیمپئن بن کر مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرانے اور اسلام کو نا قابل عمل دین قرار دینے پر مصر ہیں سنا دیں تا کہ آپ خود اسلام میں والدین کو جو عظمت اہمیت اور عزت و احترام حاصل ہے، دنیا کے دیگر مذاہب، انسانی معاشروں اور تہذیبوں میں اس کی مثال نہیں ملتی کے درمیان موازنہ کر سکیں۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ توحید کے عقیدہ، ایمانیات، اللہ و رسول کی اطاعت کے ذکر کے ساتھ ہی جس موضوع کو اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا وہ والدین کے حقوق ہیں۔ کیونکہ خاندانی نظام کی اہم عمارت ماں باپ پر قائم ہے، اگر وہ عمارت اسلامی تعلیمات و ہدایات کے مطابق ہے، تو خاندان و تمام کنبہ بھی صحیح سمت رواں دواں ہو کر دنیا میں بھی آسودگی، محبت و کامیابی بصورت دیگر باپ بیٹے سے نالاں، اولاد والدین سے بے نیاز دنیا بھی خراب آخرت میں بھی رب کائنات کے ناراضگی کا سامنا کرنا پڑیگا۔

والدین کے حقوق کی تعلیمات: والدین کے اولاد پر حقوق کے لازمی ہونے کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ قرآن میں جہاں اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا وہاں اس کیساتھ ماں باپ کا شکریہ ادا کرنا بھی اولاد پر لازم قرار دیا گیا، رب العالمین کا فرمان ہے: ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک الی المصیر (سورۃ لقمان آیت ۱۴)

ترجمہ: "ہم نے تاکید کر دی کہ انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے، پیٹ میں رکھا اس کی ماں نے تھک تھک کر اور

دودھ چھڑانا اس کا دو سال میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھ تک آنا ہے۔''

یعنی جس طرح رب کائنات کے منعم حقیقی ہونے اور بے پناہ احسانات کی وجہ سے انسان پر اس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح والدین اور بالخصوص والدہ بچہ کی پرورش اور زمانہ حمل و دودھ دینے کے دوران جو لامتناہی تکالیف اور مصائب برداشت کرتے ہیں۔ اپنا آرام وسکون بچے کی راحت پر قربان کردیتے ہیں' اس لئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں' اور پھر ماں باپ کی خدمت اور اطاعت میں بقدر استطاعت مشغول رہیں' ان کے وہ احکامات وفرمودات جو غیر شرعی نہ ہوں ان کی بجا آوری کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان کے کسی ایسے مشورہ اور حکم پر عمل کرنا جائز نہیں جو خلاف شرع اور شرک وکفر پر مبنی ہو' اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' اور حرام اعمال کا ارتکاب کرنا ایسے قبیح امور ہیں جن کو اپنانے کا ماں باپ بھی حکم دیں تو دین متین میں ان کے ماننے کی کوئی گنجائش نہیں۔ جب والدین کے کہنے پر موجب گناہ کام کرنے کی ممانعت ہے تو ان کے علاوہ اور کسی شخص یا فرد کے حکم اور ایماء پر گناہ کرنے کے جواز کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

<u>**والدین سے معاملات میں ملاطفت:**</u> قرآن مجید میں بار بار والدین کے حقوق اور اطاعت پر زور جس تاکید سے دیا جارہا ہے یہ مقصد تب حاصل ہوگا جب دل سے خدمت کرکے ان کو آرام پہونچایا جائے۔ وہ خدمت وتعمیل حکم جو جبر واکراہ یا کسی مجبوری کے تحت ہو وہ نہ عنداللہ اجر ملنے کا ذریعہ ہے اور نہ اللہ کو راضی کرنے کا وسیلہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیرا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۴)

ترجمہ: ''اور تیرے رب نے فیصلہ (حکم) کردیا ہے کہ علاوہ اس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو' اگر وہ تیرے پاس بڑھاپے کے عمر تک پہونچ جائیں ان میں سے ایک یا دونوں تو کبھی ''اف'' بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا' اور ان سے خوب ادب کے ساتھ گفتگو کرنا اور ان کے سامنے شفقت وتواضع کے ساتھ جھکے رہنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے رب ان پر (ایسا) رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے میرے بچپن میں پالا ہے۔''

اف نہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے سامنے صرف اسی لفظ کا استعمال منع ہے' بلکہ ہر وہ لفظ' عمل اور کلام جو ان کے لئے ناقابل برداشت اور ناگوار ہو' جیسے ان کو جھڑکنا' نعوذ باللہ گالی دینا' بلند آواز سے بات کرنا' لا پرواہی سے ان کی کسی بات کا جواب دینا خود اپنی ہلاکت و بربادی کو دعوت دینا ہے۔ مالک الملک نے آیت کریمہ میں بڑھاپے کا ذکر کرکے عجیب انداز اختیار فرمایا کہ بڑھاپے کے اثر سے بعض موقعوں پر ایسی باتوں پر اصرار کیا جاتا ہے جو اولاد کے نزدیک غلط اور موقع محل کے مناسب نہیں ہوتے' لیکن پھر بھی اولاد کا فریضہ یہ ہے کہ وہ عزت واحترام کا لحاظ کرتے ہوئے حسن سلوک کا مظاہرہ کریں۔